ادبیات

غزل

جناب اکرم مظفرنگری

اب وادیٔ پُرخار میں چلنے نہیں دیتے
چھالے مجھے کانٹوں پہ سنبھلنے نہیں دیتے

محفل میں بھی ہیں شمع پہ فانوس کے جلوے
پروانوں کو یا ضابطہ جلنے نہیں دیتے

یہ کون سی منزل ہے کہ موجوں کے تھپیڑے
کشتی کو سرِ آب سنبھلنے نہیں دیتے

وہ دولتِ کونین دیا کرتے ہیں اُس کو
اُلفت میں جسے پھولنے پھلنے نہیں دیتے

بازیچۂ اطفال ہیں دنیا کے تماشے
ان کھیلوں سے ہم دل کو بہلنے نہیں دیتے

طوفانِ سرشکِ غمِ الفت کو ہم اکثر
پی جاتے ہیں آنکھوں سے اُبلنے نہیں دیتے

افسوس کہ کچھ اہلِ نظر اپنے ہی ہاتھوں
گرتی ہوئی حالت کو سنبھلنے نہیں دیتے

یہ حملے حوادث کے مجھے موسمِ گل میں
تا شاخِ نشیمن بھی نکلنے نہیں دیتے

کچھ بھی تو یا ہم سے یہ رندانِ خرابات
دورِ مئے گلرنگ کو چلنے نہیں دیتے

وہ شمع ہے دل جس کو سرِ بزمِ تمنا
ہم جلنے تو دیتے ہیں پگھلنے نہیں دیتے

کس طرح سے بات کوئی ناصحوں سے
وہ بات کسی طور کی چلنے نہیں دیتے

جو صاحبِ دل ہیں وہ زمانے کے اثر سے
اندازِ طبیعت کو بدلنے نہیں دیتے

ہے جن کے تصور میں اکرم ان کا جو عالم
پھر بھی مرے جذبات کو وہ ڈھلنے نہیں دیتے

غزل

جناب سعادت نظیر

کیا بات ہے، کیا جانے، کیا اس کی حقیقت ہے؟ — کیوں دردِ محبت کی بگڑی ہوئی قسمت ہے
ہمدرد کسی کا اب دنیا میں نہیں کوئی — بدلا ہوا ہر اک کا اندازِ طبیعت ہے
خود اس نے بگاڑی ہے، وہ خود ہی بنائے گا — انساں ہی کے ہاتھوں میں انساں کی قسمت ہے
ہر غنچۂ نورستہ کہتا ہے یہ گل چیں سے — پھولوں پہ ستم ڈھانا انجام سے غفلت ہے
گلشن کی ہواؤں کو جب چاہوں بدل ڈالوں — وہ درد ہے آہوں میں نالوں میں وہ قوت ہے
رودادِ شہیداں ہے ایثار کا آئینہ — ایثار کا آئینہ شہکارِ حقیقت ہے

ہم نے تو نظیر اب تک سمجھا تو یہی سمجھا
دل گرمیٔ الفت سے اس بزم کی زینت ہے

غزل

جناب دانش عنایتی

بے زباں کیسے ہیں بے نام و نشاں کیسے ہیں — پردہ دارانِ ستم اہلِ جہاں کیسے ہیں
چشمِ بد دور بہاروں سے چمن خنداں ہے — کاروان اپنے یہ گلشن سے رواں کیسے ہیں
کعبہ و دیر پہ افسوس جو گذری گذری — آپ کے دور میں حالاتِ جہاں کیسے ہیں
شوقِ بے تاب، شمع، ماہ، تصور ان کا — دل دہی کو مری سامانِ بیاں کیسے ہیں
آئینہ داریٔ احساسِ محبت نہ سہی — آپ کی آنکھوں سے پیمانہ نہاں کیسے ہیں
جاں فزا وہ نگہ برق فگن کیسی ہے — دل ربا وہ لبِ جاں بخش تپاں کیسے ہیں
آپ قاتل نہ سہی آپ مسیحا ہی سہی — خونِ ناحق کے یہ دامن پہ نشاں کیسے ہیں
کچھ تعلق نہ سہی آپ سے لیکن اب بھی — تذکرے آپ کے ہی وردِ زباں کیسے ہیں

یادِ ایامِ الم دیدہ و دل کے قرباں
ولولے آج بھی دانش کے جواں کیسے ہیں